نذیر احمد

طالبان، ایران اور امریکہ

۱۹۷۰ء کے آخری عشرے میں جب ایران کے حکمران رضا شاہ نے امریکہ کو آنکھیں دکھانا شروع کر دیں تو امریکہ نے اس کو معزول کرنے اور اس کے قائم مقام کی تلاش کے سلسلے میں ضروری کارروائی شروع کر دی۔ اس دوران امریکی سی آئی اے نے اپنی ایک خفیہ تحقیقاتی رپورٹ میں سفارش کی کہ خمینی جو کہ ایک بااثر شیعہ مُلّا ہے، امریکہ کی عین توقعات کے مطابق شاہ کا متبادل ہو سکتا ہے اور اس خطے میں امریکہ کے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کے لئے بہت مددگار و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جوں ہی آیت اللہ خمینی عراق سے ملک بدر ہو کر فرانس پہنچے۔ صدر کارٹر نے اپنے ایک چوٹی کے آفیسر رمزے کلارک کو پیرس بھیجا۔ رمزے کلارک سے خمینی کی کئی خفیہ ملاقاتیں ہوئیں۔ اس نے خمینی کو امریکہ کی مکمل حمایت کا یقین دلاتے ہوئے معلوم کیا کہ فی الوقت ان کی کیا مدد کی جا سکتی ہے۔ خمینی نے واضح کیا کہ ایرانی عوام کی شاہ سے دشمنی اور اس کے خلاف انقلاب کی اصل بنیاد امریکہ سے سخت نفرت ہے لہذا ان حالات میں امریکہ سے کسی قسم کے کھلے روابط کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر امریکہ چاہے تو درپردہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف دشنام طرازی اور مخالفت کا تاثر دیتے رہیں۔ ساتھ ہی امریکہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے شاہ کو جتنی جلدی ممکن ہو ایران چھوڑنے پر مجبور کر دے اور یقینی بنائے کہ اس کو کسی صورت کسی ملک میں بھی پناہ نہ ملے۔ باہمی مفاہمت کے اس خفیہ معاہدہ کے بعد امریکن انتظامیہ نے شاہ پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ ایک غیر فوجی حکومت تشکیل دے کر عارضی طور پر ایران سے چلا جائے۔ اس لئے کہ اس کی موجودگی میں ملک میں حالات بہتر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ حالات سازگار ہونے پر وہ واپس آ سکے گا۔ چنانچہ ۷ فروری ۱۹۷۹ء کو امریکہ کے ایک چوٹی کے آفیسر ائیر فورس جنرل روبرٹ ہائزر اپنے ساتھ صدر کارٹر کا ذاتی پیغام لے کر تہران پہنچے اور شاہ کو عارضی طور پر ایران چھوڑنے کے لئے راضی کر لیا۔ شاہ کے ملک چھوڑتے ہی خمینی کے لئے ایران واپس آنے اور انقلاب برپا کرنے کے لئے راہ ہموار ہو گئی۔ امریکہ نے خمینی کی انقلابی حکومت کو ۲۴ گھنٹے کے اندر تسلیم کر لیا۔ جب کہ شاہ نے اپنی سلطنت کے سقوط کا ذمہ دار کارٹر کو ٹھہرایا۔ انقلاب کے بعد امریکی سفارت خانے پر ایرانی انقلابیوں کے حملے اور اس کے عملے کو یرغمال بنانا امریکی حکومت کے لئے غیر متوقع نہ تھا۔ یہ امر باعث حیرت ہے کہ انقلاب کے وقت سینکڑوں امریکی شاہ کی حکومت کے مختلف اداروں خصوصاً وزارت جنگ میں بطور مشیر تعینات تھے۔ لیکن اس دوران جہاں دوسرے ایرانی ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے وہاں ایک امریکی کو بھی گزند نہ پہنچا بلکہ سب بحفاظت ملک بدر کر دیا گیا۔ یہ سارے واقعات دراصل امریکہ اور خمینی کے درمیان طے ہونے والے خفیہ سمجھوتے پر عمل کا حصہ

تھے تاکہ ایرانی عوام کو دھوکہ میں رکھا جاسکے۔ انقلاب کے دوران ایران کے ہوائی اڈے ہر قسم کی آمد و رفت کے لئے بند کر دیئے گئے تھے۔ لیکن ان ہوائی اڈوں خصوصاً تہران میں امریکن باشندوں کو لے جانے کا سلسلہ بغیر کسی روک ٹوک کے انقلاب کے بعد بھی جاری رہا۔ انقلاب سے لے کر آج تک ایرانی عوام کو فریب دینے اور دنیا کو گمراہ کرنے کیلئے دونوں ملکوں کے حکمران ایک دوسرے کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ خمینی امریکہ کو "شیطان بزرگ" کہتا تھا اور امریکہ ایران کو بین الاقوامی دہشت گرد کے نام سے نوازتا ہے لیکن یہ سب کچھ دونوں کی حکمت عملی کے عین مطابق ہے۔

ہمارے وطن کے پڑھے لکھے لوگ یہاں تک کہ ہمارے اخبار نویس بھی اس پُر فریب پروپگنڈے سے اس حد تک گمراہ اور متاثر ہو چکے ہیں کہ پاکستان میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے اخبار بھی امریکہ کی دھمکیوں کے خلاف ایران کی حمایت اور ہمدردی میں لمبے چوڑے اداریئے اور تبصرے لکھتے رہتے ہیں۔ شاید ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سب کچھ صرف دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ایک عیارانہ چال ہے جو صرف زبانی جمع خرچ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ گو دونوں ملکوں کے سیاسی تعلقات اب تک منقطع ہیں اور ایرانی ذرائع ابلاغ اور مذہبی رہنما اس صورت حال کو بظاہر قائم رکھنے کا تاثر دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں ملکوں میں اعلیٰ سطح پر روابط قائم ہیں اور گہرا تعاون جاری ہے۔ اپریل ۱۹۹۱ء میں ایک امریکن جہاز ایران کے لئے دوائیں اور دوسرا امدادی سامان لے کر اچانک تہران کے ہوائی اڈے پر اترا، ایرانی اخبارات نے اس کی آمد پر حیرانی کا اظہار کیا اور سخت تنقید کی لیکن تہران کی مذہبی حکومت نے اس واقعہ کی کوئی وضاحت نہیں کی۔ ستمبر ۱۹۹۱ میں لندن کے ایک عربی اخبار نے خبر دی کہ ایران اور امریکہ کے اعلیٰ افسران بیروت میں خفیہ مذاکرات میں مصروف ہیں۔ اور یہ کہ اس ملاقات کی رازداری کو یقینی بنانے کے لئے یہ بات چیت ایک مشہور لبنانی شخصیت کے گھر میں ہو رہی ہے۔ خبر میں بتایا گیا کہ یہ بات چیت لبنان میں ایران کی پروردہ ملیشیا "حزب اللہ" کے قبضے میں امریکی یرغمالیوں کی رہائی کے لئے ہو رہی ہے۔ اس رہائی کے بدلے میں ایران کو کئی سو ملین ڈالر حاصل ہوں گے۔ دی نیوز راولپنڈی (۱۹۹۱-۱۱-۹) کے مطابق ۱۹۸۰ء کے عشرے میں ایران عراق جنگ کے دوران امریکہ نے کروڑوں ڈالر کا قیمتی اسلحہ ایران کو بھیجنے کے لئے پاکستان کی سرزمین کو استعمال کیا اور ترسیل اسلحہ کی یہ کارروائی خفیہ طور پر پشاور سے کی جاتی رہی اور تین سال تک جاری رہی۔ رپورٹ میں پاکستانی اور اسرائیلی خفیہ اداروں کے حوالے سے بتایا گیا کہ یہ ترسیل اسلحہ کی کارروائی کرنے والی جماعت پاکستانی حکومت کی معاونت سے پشاور میں کئی سال تک مقیم رہی۔ اطلاعات میں بتایا گیا کہ اس کارروائی کی تمام تر تفصیلات ایک یہودی افسر اے ڈی مناشے کی رپورٹ سے لی گئی ہیں۔ یہ افسر اسرائیل کی وزارت دفاع میں دس سال تک اس کمیٹی کا کارکن رہا جس کے ذمہ ایران کو امریکن اسلحہ کی باقاعدہ لیکن خفیہ ترسیل کا کام سپرد تھا۔ وہ پاکستان سے ایران کو امریکی اسلحہ بھیجنے کی کارروائی

کی نگرانی کے سلسلے میں ۱۹۸۵ء میں پشاور آیا۔ مناشے کے مطابق اس امریکن خفیہ کارروائی میں دوسرے کئی پاکستانیوں کے علاوہ فضل حق (سرحد کا سابق گورنر) بھی شریک رہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سابق سربراہ عارف الحسینی، صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور جنرل فضل حق کا قتل کسی نہ کسی طرح اس کارروائی میں ملوث ہونے کا منطقی نتیجہ تھا۔

پشاور کے انگریزی روزنامے "فرنٹ ائیر پوسٹ" مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۹۱ء نے بھی اپنی پانچ کالمی رپورٹ میں لکھا ہے کہ امریکن سی آئی اے نے ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۶ء تک پاکستان کے ذریعے ایران کو کئی بلین ڈالر کا اسلحہ سمگل کیا۔ نیویارک ٹائمز ۹ دسمبر ۱۹۹۱ء نے خبر دی کہ ایران کو کئی بلین ڈالر قیمت کا اسلحہ بیچنے کے لئے امریکی حکومت نے اسرائیل کو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں جب عراق سے ایران کی جنگ ہو رہی تھی، اجازت دی تھی، اس اخبار نے امریکی اور اسرائیلی خفیہ اداروں کے حوالے سے لکھا کہ یہ کارروائی ایک معاہدے کے تحت ہوئی جو امریکی وزیر خارجہ ہیگ اور اسرائیلی وزیراعظم بیگن کے درمیان طے پایا تھا۔ اس معاہدے کے تحت کئی سو ملین ڈالر کا امریکی اسلحہ اسرائیل کے ذریعے ایران کو دیا جاتا رہا۔ ہانگ کانگ کے ہفت روزہ میگزین فار ایسٹرن اکانومک ریویو نے ۱۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو لکھا کہ افغان مجاہدین کو بھیجا جانے والا ۶۰۰ ملین ڈالر کا امریکی اسلحہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ایران پہنچتا رہا۔ اخبار نے لکھا کہ یہ ہتھیار جن میں آرٹلری اور اینٹی ٹینک میزائل شامل تھے، اس اسلحہ کے علاوہ تھا جو ایران کو ۱۹۸۶ء کے "ایران کونٹرا اسکینڈل" کے تحت دیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ اس آمدنی کو امریکی حکومت نکارا گوا کے باغیوں کے خلاف خفیہ طور پر استعمال کر رہی ہے۔ یاد رہے کہ اس کارروائی پر امریکن کانگریس نے پابندی لگا رکھی تھی۔ ایران کی خبر رساں ایجنسی "ارنا" نے ۲۲ جنوری ۱۹۹۲ء کو بتایا کہ صدر رفسنجانی نے ایک حکم کے ذریعے اپنے عوام اور فوجی حکام کو امریکہ کے خلاف توہین آمیز نعرے لگانے سے منع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے جمعہ کے ہفتہ واری اجتماعات اور فوجی پریڈوں میں امریکہ کے خلاف نعرے لگانا ایک معمول بن چکا تھا۔

۹ مارچ ۱۹۹۲ء کے ایرانی اخباروں نے امریکہ کے اس بیان کی شدید مذمت کی کہ وہ شمالی کوریا کے بحری جہاز جو ایران کے لئے سکڈ میزائل لے جا رہا تھا پر قبضہ کر لے گا۔ اخباروں نے لکھا کہ ایران کو ہر قسم کے اسلحہ سے اپنے آپ کو لیس کرنے اور اپنے علاقے کا پوری قوت کے ساتھ دفاع کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ ایران کے ایک خفیہ ریڈیو (کردستان ریڈیو) نے ۱۴ مارچ ۱۹۹۲ء کو کہا کہ مارچ کے شروع میں جب شمالی کوریا کا ایک بحری جہاز ایران کے لئے سکڈ میزائل لے کر جا رہا تھا تو امریکی حکومت اور اس کے اہلکاروں نے اس کے پتہ چلنے پر بڑا شور مچایا اور اعلان کیا کہ بحری جہاز کو ایران پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ کر سکڈ میزائلوں پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ دنیا اس امریکی کارروائی کا انتظار کر رہی تھی کہ امریکہ نے اچانک یہ انکشاف کیا کہ امریکی جہازوں کا شمالی کوریا کے اس جہاز سے رابطہ کٹ گیا۔ بعد میں یہ بتایا گیا کہ یہ جہاز سکڈ میزائلوں

کو لے کر پہلے ہی ایرانی بندر گاہ بندر عباس پہنچ چکا ہے۔ ریڈیو نے بتایا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ امریکہ اور ایران کی مذہبی حکومت ماضی میں بھی اس قسم کے ڈرامے رچاتی رہی ہیں۔ لیکن حالیہ کیلئے مضحکہ خیز ڈرامے کا انداز انتہائی بھونڈا، ناقابل فہم اور غیر پیشہ ورانہ نظر آتا ہے۔ ریڈیو نے کہا کہ شمالی کوریا کے بحری جہاز کا پہلے امریکی نظروں سے اوجھل ہونے اور بعد بندر عباس پر اس کے اچانک ظاہر ہونے کے بیانات سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں ممالک کی حکومتوں کے درمیان کوئی نہ کوئی خفیہ معاہدہ یا ملی بھگت ضرور ہے۔ ریڈیو کردستان نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیشہ کی طرح ایران کی مذہبی حکومت نے اپنی دو رخی حکمت عملی کے تحت اپنے عوام اور دنیا کو مغالطہ میں رکھنے کی خاطر پہلے امریکہ کے معاندانہ رویے کے خلاف بظاہر بڑا شور وغوغا برپا کیا لیکن سکڈ میزائلوں کے بحفاظت بندر عباس پہنچنے کی خبر پر ظاہر کیا کہ امریکی ایجنسیوں کا مفلوج ہو جانا دراصل ایران کے حق میں قدرت کا ایک اور کرشمہ تھا۔ ریڈیو نے کہا کہ وہ لوگ جو ایران کے مذہبی حکمرانوں کی سوچ اور حکمت عملیوں کا ادارک رکھتے ہیں، انہیں اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ان حکمرانوں نے امریکہ اور اسرائیل (بظاہر دشمن) کے ساتھ اپنے ناجائز کاروبار کے راز کو کس طرح منافقت اور ریاکاری کے پردہ میں چھپا رکھا ہے اور کس طرح اپنے عوام اور ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکتے رہے ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں انگریزوں کے خلیج سے نکلنے کے فوراً بعد شاہ ایران نے خلیج کے دو بڑے جزیروں تمب الکبریٰ اور تمب اصغری (جو متحدہ عرب امارات کی ریاست راس الخیمہ کا حصہ تھے) پر بزور قبضہ کر لیا۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس غاصبانہ کارروائی میں شاہ کو امریکہ اور بعض مغربی ممالک کی پشت پناہی اور حمایت حاصل تھی۔ دوبئی کے نزدیک خلیج کے ایک اور جزیرہ ابو موسیٰ (جس کا ۳/۴ رقبہ شارجہ کے زیر کنٹرول تھا) پر قبضہ کرنے کے لئے ایران کی مذہبی حکومت نے ۱۹۹۱ء میں ایک پروگرام مرتب کیا تھا اور اس کی تکمیل کے لئے مارچ ۱۹۹۲ء میں ایرانی فوجیں اس جزیرہ پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لئے چڑھ دوڑیں اور شارجہ حکومت کی تمام تنصیبات کو قبضہ میں لے کر اور مقامی باشندوں کو نکال کر وہاں اپنا جنگی سازو سامان پہنچا دیا۔ امریکہ یا اس کے کسی اتحادی نے اس بحری قذاقی پر ایران کی کوئی مذمت نہ کی۔ بغداد کے عربی اخبار التسوار ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء نے لکھا کہ ایران کو اس کارروائی میں امریکہ اور برطانیہ کی پشت پناہی حاصل رہی تا کہ خلیج کی عرب ریاستوں کو اپنی کمزوری اور بے بسی کا احساس دلا کر اس خطہ میں اپنی فوجوں کی موجودگی کے لئے جواز پیدا کیا جا سکے۔ دی نیوز راولپنڈی ۹ جنوری ۱۹۹۳ء کے مطابق امریکی اسلحہ کے ماہر ڈونلڈ مالے نے کہا کہ امریکہ بڑے پیمانے پر کیمیکل ہتھیار بنانے میں ایران کی مدد نہیں کر رہا جب ان سے امریکہ کی طرف سے ایران کو بڑے پیمانے پر کیمیکل مواد کی سپلائی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انہیں اس کا علم نہیں۔ اس بات کا پورا یقین ہے کہ ایران کو دیا جانے والا کیمیکل مواد بلاشبہ تجارتی مقاصد کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ ایران کے وزیر دفاع اکبر تورکان نے ۸ جون ۱۹۹۳ء کو

اخبار نویسوں کو بتایا کہ امریکن فوجوں کی خلیج میں موجودگی ایران کے لئے کسی قسم کے خطرات کا باعث نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیج کے علاقے میں امریکہ ایران کو نہ تو دھمکیاں دے رہا ہے اور نہ ہی ہم اس کے لئے کسی خطرے کا باعث ہیں۔ ایران امریکہ تعلقات کی نوعیت یعنی بین الاقوامی سطح پر ایک دوسرے سے بظاہر دشمنی کا اظہار لیکن درپردہ باہمی تعاون کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

عراق کے ساتھ اپنی آٹھ سالہ جنگ میں ایران صدام حسین کو برطرف کر کے وہاں شیعہ انقلاب لانے میں خود تو کامیاب نہ ہو سکا لیکن ایران کی جانب سے یہی کام انجام دینے کے لئے اب امریکہ سرگرم عمل ہے۔ ادھر افغانستان میں بھی طالبان کے خلاف ایران اور امریکہ کا تعاون ایک کھلی حقیقت ہے۔ انہوں نے روس اور ہندوستان کے ساتھ مل کر طالبان دشمن دھڑوں کی مدد کے لئے مزار شریف میں جدید اسلحہ کے انبار لگا دیئے ہیں یہ اسلام دشمن طاقتیں نہیں چاہتی ہیں کہ افغانستان متحد اور مستحکم ہو اور وہاں صحیح اسلام نافذ ہو۔

افغانستان کا ۹۰ فیصد سے زیادہ علاقہ طالبان کے قبضہ میں آ چکا ہے اور ہم نے ان کی حکومت کو تسلیم بھی کیا ہوا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی اداروں میں طالبان کی نمائندگی کے لئے آواز اٹھاتے لیکن ہم شاید ایران اور امریکہ کے دباؤ میں آ کر افغانستان میں ایک وسیع المیعاد حکومت کے قیام کی حمایت میں لگے ہوئے ہیں تا کہ کسی طرح افغانستان میں شکست خوردہ دھڑوں کو بالا دستی اور غلبہ حاصل ہو جائے۔ امریکہ اور ایران کے اسلام دشمن کردار کو طالبان ہم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اسی لئے ان کو کوئی گھاس نہیں ڈالتے۔ لیکن ہم اپنے طور پر طالبان سے ملانے کے لئے ایرانی نمائندوں کو ساتھ ساتھ لئے پھر رہے ہیں۔

نوٹ:۔ مزار شریف پر طالبان کے قابض ہو جانے کے بعد ایران جس طرح ہمارے خلاف الزام تراشی اور بیان بازی کر رہا ہے وہ ماضی میں ہماری کمزور اور معذرت خواہانہ حکمت عملیوں کا منطقی نتیجہ ہے۔ (بہ شکریہ روزنامہ وفاق، لاہور ۲۵، اگست ۱۹۹۸ء)

کذباتِ مرزا

از: مولانا محمد عبدالواحد مخدوم

قیمت=/200روپے

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک سو جھوٹ اور متعدد جھوٹی پیش گوئیاں ان کی اپنی کتب سے جمع کی گئی ہیں اور ساتھ ہی مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں تا کہ اس کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہو جائے کہ قادیانیت، مرزائیت جھوٹ پر مبنی ایک باطل فرقہ ضالہ ہے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان